گمان کے سو سمتوں

عفت سحر ہاشمی

دل دماغ میں بھونچال سا اٹھنے لگا تھا۔ ایک عورت کی عزت اتنی آسانی سے چھیننے والی نہ تھی۔ اپنے خون کو بھی بے دردی سے بہا دیا تھا۔

ایک سفاک باپ کی عبرت ناک روداد

وہ جانتی تھی کہ وہ اسے اپنی باتوں سے کبھی مطمئن نہیں کر سکتی اس لئے بات بدل گئی۔

"اور کتنی دور رہ گیا ہے مظفر گڑھ؟"

"مظفر گڑھ نہیں میر بخش۔" اجلال نے اپنے کان کھجاتے ہوئے کہا تو وہ تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"دو سو میل سے متعلق ایسے بے وقوف نہیں ہوتے۔"

"ہو سکتا ہے۔" وہ خفا ہو کر بولا۔ "مگر میں نے ہمیشہ مظفر گڑھ ہی پڑھا ہے۔"

"اب جلدی سے بتاؤ کہ کتنی دور ہے؟"

"اگر ہم کراچی سے [illegible] تو ہمیں [illegible] پہنچنا چاہئے۔ اس کے بعد [illegible]

UrduPhoto.com

سوچ کے معاملے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم چاہے
کسی بھی بہانے سب کی ذمہ داری سے کیوں نہ بچ جاؤ۔
لیکن کر تو اصل مجرم خاندان کی بیوی ہی ملتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی
معاف خاندان کی بیوی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ باقی تو بس۔" وہ
کہتے کہتے تھک کر رک سی گئی۔

"ہاں! یہ اصل ہیں۔" وہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا۔
"عورتوں کا قیام گھروں پر حق ہے اور عورتوں کی وفا
اپنی اصل وراثتی اقدار کی پاسداری پر آجاتی ہے۔ حد
ہوتی ہے جاہلیت کی۔" اس نے برہمی سے سر جھٹکا
تھا۔

اب بہ تسی کو احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ ستم
ہے کیا۔ "اس نے پچھلے لہجے میں کہا تو وہ اسے تیکھی
نظروں کی باہر اندھیرے میں جھانکتی کہہ رہی تھی۔

"اسی نے بابا سائیں نے لڑکیوں کے پڑھنے کو
کبھی معیوب نہیں سمجھا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ
سب چاہیں ان کے بات کر سکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ
وہ چاہیں تو انہیں بھی آزادی کیوں نہ دیں۔ آخری
فیصلہ بہرحال انہی کا ہو گا۔ اور میں نے باقی سب
کے راستے بھی بند کر دیئے۔" اس کی آواز میں بے حد
تاسف اور حزن در آیا۔

"بابل ظالم۔ میں تم سے ایک فیصلہ بھی متفق
نہیں ہوں۔" کمال نے بے حد اٹل انداز میں اس کی
بات کاٹی تھی۔

"اب وہ سب اپنی لڑکیوں کو بھی پڑھنے کی
اجازت نہیں دیں گے۔" وہ تھکے ہوئے انداز میں سر
پیچھے ٹکائے بولی۔

"ہاں تو ہو سکتا ہے بھی انہیں ایسے غلط فیصلوں پر
[illegible] ہوں۔ ہو سکتا ہے ان کی بہبود سے زیادہ
[illegible] ہو۔ ہو سکتا ہے اس طرح خاندان کی عزت کرنے
[illegible] کو بدنامی سے بچانے کے لیے وہ ایسا
[illegible] ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے یہ فیصلہ غلط کیا
[illegible] ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے اس فیصلے سے
[illegible] ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے اس فیصلے سے

رسومات غلط ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کی بھی اگر تم بات
کمال کے بچپنے سے زیادہ کی جاتیں تو کم از کم وہ
تعلیم کا مقصد سمجھ جاتیں۔ اور صحیح اور غلط کو
پہچان کر اپنے اس حق کو استعمال کرنا سیکھ جاتیں۔ تم
سب دیپ چاہے اس غلط فیصلوں اور روایات کی بھینٹ
چڑھتے ہوئے ایک تعلیمی غلطی۔ تم کو پتا ہے اس چڑھاوے
سے تمہاری اولاد کو کیا ملا؟ وہ بھی دیکھ لو۔ اس قدر
خوبصورت اور پڑھی لکھی بیٹی۔ مگر تمہارے بابا سائیں
نے انہیں اپنی غیرت کے تحفظ سے زیادہ کچھ نہیں دیا۔ اپنا زندگی ہے
ان کی آوہ آخر کا شعر ہے کہ اولاد نرینہ کو بیٹیوں کی
طرح قدامت پرست اور تنگ ذہن نہیں۔ اور انہی کی
بدولت آج تمہارا دولت کے پہلو میں بیٹھی محو مسکراہٹ
تھی اور سختی سے کہتے ہوئے اسے اپنے بچپنے کا احساس
ہوا تو آخر میں وہ قدرے مسکرا دیا۔ مگر اس کی
زرد رنگت نہیں بدلی۔

"اچھا! اگر بابا سائیں کو یہ پتا چل گیا تو وہ تم دونوں
کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔" وہ بے حد خوفزدہ تھی۔
"میں نے ان کے اعتماد کو ٹھوکر مارا ہے۔"

"بابل۔" اس کے آخری لفظ پر اس نے
برہمی سے سر جھٹکا تھا۔

"کہہ وہ کہہ رہے تھے یا تمہارے اعتماد کو ٹھوکر
دینے والی بات نہیں تھی۔ ایک ایم اے پاس کی بارہ
سال کے بچے سے بیوی بنا دینا محض اس لیے کہ اس
کے دادا کی اکلوتی لاڈلی پوتی ہے۔ کیا یہ ٹھوکر کی جاہلانہ
سوچ میں سے نہیں ہے۔ ذہنی اہانت ہی نہیں ہے ایک
بہت بڑا سمجھوتا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے بابل۔ مجھے ایک بار ہی تحمل
سے بات کرنی چاہیے تھی۔ انہیں اگلی اس ساری
معاملے کا پتا نہیں تھا۔ اور وہ ایک لمحہ کو ڈگمگا کر
بولی۔

[illegible] تھی۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

UrduPhoto.com

اس نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ یہ کام اتنی آسانی سے ہو جائے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اجمال کو اس نے بالکل ہی بے ضرر سمجھا تھا۔ اس لیے اس کی طرف سے بے پروا ہو گیا تھا۔

اگلی رات ٹھیک اسی وقت اجمال اسی سڑک پر اسی رفتار سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے حد شوخی تھی اور ہونٹوں پر شرارت بھری مسکراہٹ تھی۔ وہ شوخیوں کا ایک نیا قدم اچانک اقدام پر دینے کی جان بوجھ کر تیاری کر رہا تھا۔

"اجمال بیٹے۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟"

محبت محبت محبت" وہ اسے ذرا ایک انداز سے دیکھ کر اس کی شرارتوں سے خائف ہونے کے باوجود ہنسنے کو جی چاہا اور اس کے ہنسنے پر شاید وہ مزید چڑ جاتے۔ سامنے سے آنے والی سپاہ لینڈ روور کی طاقتور ہیڈ لائٹس روشن ہو گئیں۔ وہ فوراً سنبھل کر بیل اور گاڑی کو سائیڈ پر کرتے ہوئے رفتار قدرے بڑھا دی۔ مگر سیاہ لینڈ روور سائیڈ سے گزرنے کی بجائے اس کی سائیڈ کے سامنے آ کر چرچی ہو کر رک گئی۔ اس کے پیچھے ایک سیاہ جیپ تھی۔

"اجمال نے چوٹی سے ایسنز تک وہیل کھما کر گاڑی کچے میں اتار دی۔ حواسی کے عالم میں بھی مارنے گاڑی پہچان لی تھی۔

"اجمال۔ وہ ہمارا۔"

ملنے کی جیپ کی نے قوت گویائی سلب کر لی۔ کوہاٹ میں سے وہ سیدھی بازی گاڑ آتے تھے۔ اجمال کو خوش کی تمام صورت حال سمجھ گیا۔ اس نے آر یا پار والے انداز میں اترنے کا قصد کیا تو اس کے دروازے کے دہانے ہاتھ رکھتے ہی اندر سے ملن جیپ لگی۔

"پیچھے آ رہے ہیں۔ لوگ مار ڈالیں گے۔"

[redacted]

[redacted] دیکھا اور [redacted] نہیں رہ گا۔ [redacted]

[redacted] ملن اور عمر شاہ کو [redacted] میں آگے [redacted] گاڑی [redacted] کھول کر [redacted] اجمال کو بٹھا کر [redacted]

pdfbooksfree.pk

www.paksociety.com

بھائیوں کے چہروں پر اس قدر سکون اور طمانیت تھی کہ شیطان بھی دیکھتا تو اس کی راہ سے ہٹ جاتا۔

"چلیے اب افطار گاڑی میں کریں۔"

علی شاہ نے سماعت زدہ اعمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ تو اپنے نرم خو چھوٹے بھائی کا جیت انگیز روپ دیکھتے بت بنے کھڑے رہ گئے تھے۔ "اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔" وہ خود جیپ کی طرف بڑھا اور موبائل اٹھا کر نمبر پش کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر جمال فاروقی؟" اس نے تائید چاہی۔

"اگر آپ کو اپنے بیٹے کی لاش وصول کرنی ہے تو ایڈریس نوٹ کریں۔" اس نے بے حد سفاکی سے پیغام دیتے ہوئے ایڈریس بتا کر موبائل آف کر دیا اور رخ موڑ کر ساتھ آنے کا اشارہ کرتا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

♠ — • — ♠

اسے سمجھا کر لانا ممکن ہی نہیں تھا۔ اس کی باغیانہ حالت کے پیش نظر یہ بھی بس میں تھا کہ عمر شاہ نے گاڑی کا رخ ہسپتال کی طرف کر دیا۔

اسے فوراً ایمرجنسی روم میں لے جایا گیا۔ ڈاکٹرز اور پورا عملہ مستعدی سے اسے ٹریٹ منٹ دے رہا تھا۔ عمر شاہ اور علی شاہ باہر جلال اور دودھ نوشاں والے باری باری گئے ان کی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے پوچھ گچھ۔

"شدید نوعیت کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔"

عمر شاہ کی کال پر علی شاہ بھی آن پہنچا تھا اور اب باہر کے معائنے میں مصروف تھا۔

"ہم [illegible] ہیں۔ آپ اپنے [illegible] کارروائی [illegible]

[illegible] عمر شاہ [illegible] علی شاہ [illegible]

[illegible] علی شاہ [illegible]

[illegible] کے قریب [illegible]

♣ ـــــ • ـــــ ♣

دوا لے کر جو بی آیا تو اک رنگ اس کا منتظر تھا۔

"اس بے حیا کو زندہ کیوں لے آئے ہو علی شاہ۔ مار دیں گے اسی ذلیل کے ساتھ اسے بھی۔"

بابا سائیں گرج رہے تھے وہ نوفرہ اور سہمی ہوئی لیلیٰ جان سے چپٹی ہوئی تھی۔ علی شاہ نے لیلیٰ جان کو دیکھا تو اندازہ کیا تو انہوں نے فوراً اس کے لیے

UrduPhoto.com

کہ اب بابا سائیں

ہیں۔ ان

علی شاہ نے سر ہلا کر جواب دیا تھا اور پھر ایلی تیزی سے باہر نکل گیا۔ زینب کی تو یہ حالت تھی کہ اپنی جگہ سے ہلنے کے بھی قابل نہ تھی۔

"آؤ اور چائے تو مجھے بھی دے دو۔" وہ تھکے تھکے انداز میں کتابوں والی الماری میں ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر فلک کی گود میں کھیلتی ہوئی بچی کو دیکھ کر بیٹھ گیا۔

وہ پریشان ہو گئی۔ چائے فقط ایک ہی کپ تھی۔ اس نے ہمت کر کے اس کی طرف پیش قدمی کی اور کپ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ کتابیں میز پر ٹکائے سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھا تھا' چونک کر سیدھا ہوا۔ اسے جاتے دیکھ کر فوراً پکار لیا۔

"سنو تو زینب۔"

زینب نے رک کر صرف چہرہ موڑا تھا۔

"صرف میں ہی نہیں جاتی کے پاس جا رہی ہوں۔" اس کی نقاہت علی شاہ سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"وہ کراہ رہے تھے۔ نورنی نے انہوں نے بلوانے کے لئے بھیجا ہے تم یہاں کو۔" اس نے ہمت جمع کی سے کہا تھا۔ زینب بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ یونہی مجھے بتائیں کیا وجہ ہے؟" اس کی پکاہٹ اور گریز واضح تھے۔

"بیٹھ جاؤ زینب' میں ہمت نہیں ہو رہا ہوں۔ باتیں اپنا چاہتا ہوں کسی سے۔" وہ ہمت جمع کئے ہوئے انداز میں بولا تو زینب قابل رحم سے ہو گیا مگر اتنا ضرور ہوا کہ اس کا جانے کا ارادہ ملتوی ہو گیا۔ اس کی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے علی شاہ نے اس کی طرف نرمی اور اس کی کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھ دیئے نرمی سے۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے علی شاہ کانپ رہا تھا۔

"کیا ہے؟" زینب نے پوچھا۔ "کیا ہے؟" اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی ہمت بندھائی۔

کچھ لمحے خاموشی کے بعد وہ بولا تھا۔ زینب کو علی شاہ کے ہاتھ کانپتے محسوس ہوئے۔

"میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں۔ بہت محبت کرتا ہوں۔" وہ سر جھکائے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا۔ زینب کا دل بھر آیا تھا۔ وہ آہستگی سے بولی تھی۔

"میں جانتی ہوں۔ آپ کی محبت کا اظہار ہی تو ہے جو آپ کو اس قدر بے چین کئے ہوئے ہے۔"

"تم نہیں جانتیں زینب۔" وہ بے چینی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ "تم نہیں جانتیں۔ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

زینب کا دل بھر آیا تھا۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"آپ حوصلہ کریں۔ ایسی باتیں نہ کریں۔ آپ کو ہمت سے کام لینا ہو گا۔ آپ کی ہمت ہی تو ہے جو آپ کو اس قدر بے چین کئے ہوئے ہے۔"

"ہمت۔" وہ ہنسا تھا۔ "ہمت۔" وہ ہنسا تھا۔ "ہمت۔" وہ ہنسا تھا۔ "

اس کے لب و لہجے میں کانچ کی طرح چبھنے کر
ٹوٹنے والے طنز اور استہزا کی بے مرحمی کا وہ خوف
علی شاہ کی جانے خلاف ذہن کیفیت میں اسے دیکھے
گیا تھا کی طرح اس کی رفاقت میں شمالی و صوبائی
سے بے نیاز چہرے پر بے اعتباری اور بد اعتمادی کی
ہوئی پرچھائیاں دیکھ گیا تھا۔

کے اس کے عمل کی سزا ہی ہے زیبہ۔" وہ بہت
سے جا رہا تھا۔ اس کے وجیہہ چہرے پر چھائی سرخی کو وہ
تھی کر اس کی قوت برداشت قابل رشک ہے۔

"آپ لوگ کون ہوتے ہیں کسی جیتے جاگتے
انسان کو سزا سنانے والے؟ اور پھر کیا حق ہے اس کی
ذاتی زندگی پر کوئی حق نہیں تھا؟ کیا اسے اپنی مرضی اور
اپنی پسند سے زندگی گزارنے کی اتنی بڑی سزا ملنی چاہیے
تھی؟"

یہ وقت چپ رہنے کی نہیں بہت ضبط کرتے ہوئے بھی
اس کی آواز بھرا گئی۔ وہ سختی سے لب بھینچے جانے کے
کس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"باقی سب باتیں مستقل ہیں۔ اس کس نے اس کی
باتوں کو کیسے لوگوں نے بھی حقیر سمجھتے ہیں مگر علی
شاہ آپ نے میرے دل میرے اعتماد اور سب سے بڑھ
میرے جذبات و احساسات کو سخت ٹھیس پہنچائی
ہے۔" اس کا چہرہ سرخ تھا وہ بے تحاشا رو رہی تھی
اس کی پلکوں پر تھی کی دیکھ کر بے قرار ہو جانے
والا علی شاہ اس لمحے کسی بت کی مانند ساکت بیٹھا تھا۔
جیسے حواس سے عاری ہو گیا ہو۔

"آپ کہتے تھے کہ حلیمہ میں آپ کی جان ہے'
جس کی زندگی بچاتے بچاتے اس کی جان ہی نکل گئی تھی
آپ نے اس کی بے اعتنائی کی یہ سزا دی ہے علی شاہ اور
اس کی یہ سزا اس عادت کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ
[illegible]
اس عورت نے اسے جیتے جی مار ڈالا ہے۔"
[illegible]
[illegible] اس کا
[illegible] جذبات سے علی شاہ کی
[illegible] تھی۔

[illegible] کے [illegible] وہ بے یقینی کے عالم میں بیٹھا
[illegible] رہا۔

[illegible] کے [illegible] اس کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] تھا۔ وہ [illegible] میں
[illegible] کے [illegible] تھی وہ [illegible] کرنے والا سچ تھا۔ وہ
[illegible] تھا کہ اب اس کی آنکھوں میں علی شاہ کا
[illegible] نہیں رہا وہ ماضی میں تھا۔

یہ وہی زیبہ تھی جو علی شاہ کی ایک نظر پر مست
ہو جاتی تھی اور اب یہی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر اسے للکار رہی تھی۔ اس سے علی شاہ جیسے زم خو
اور محبت کرنے والے شخص نے عشق کیا تھا اور وہ
اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا تھا کہ زیبہ جیسی لڑکی
کبھی کوئی اس کی [illegible] سے [illegible] والی تھی وہ اپنے خاندان
کی روایات سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ لڑکے
والوں نے ان کے درمیان محبت کے ساتھ ساتھ اتنی
نفرت اور اعتماد کو بھی بھڑکایا تھا مگر اب وہ شکستہ
دل تھا۔ بے بساط ہو گیا تھا۔

♣ — • — ♣

وہ جاگی تو وہی اجنبی فضا اور تاحد نظر پھیلا
اسے ویران کرتے رہے۔ تھی اس نے وہ ضبط کیے ہوئے
آنسو جن کی [illegible] نظروں سے چھپانے کی تھی بہہ
اس نے اسے [illegible] سے [illegible]
[illegible] اس کی

ے دیکھ کر بی بی نے ڈرتے ڈرتے پوچھ
لیا تھا۔
بی بی جان نے گہری سانس لی اور مدھم آواز میں
بولیں۔
"چلے جائے گا۔"
"خون کر دیا ہے؟" ملیحہ کے چہرے سے خوف
جھلکنے لگا۔
حشمت شاہ سے پہلی ملاقات نے ہی اس کے دل
و دماغ میں خوف بھر دیا تھا۔ وہ جو باتیں کرتے وہ ملیحہ کی
سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ مگر ان کے چہرے اور لہجے کی
سرد مہری اور آنکھوں سے جھلکتی سفاکی اس کے وجود
میں پھریری دوڑا جاتی تھی۔
"ہمارے بابا سائیں آ رہے ہیں۔" انہوں نے
کہا تو اس نے چند لمحے چھت کو دیکھتے رہنے کے بعد
آنکھیں موند لیں۔
"سمجھے سب کچھ کب یاد آئے گا بی بی جان؟ کب
تک میں یوں خلاؤں میں بھٹکتی رہوں گی؟" وہ رندھے
ہوئے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔
بی بی جان کے لئے یہ بھی غنیمت تھی کہ وہ ان
سے کچھ تو انہیں بی بی جان کہنے لگی تھی۔ ورنہ تو وہ ہر
ایک کو اجنبی اور بیگانہ نظروں سے دیکھے جاتی تھی کہ
علی شاہ کو سامنے پا کر بھی وہ انہیں کی طرح اس کی
دشمن تھی۔ اور وہ بمشکل خود پر قابو پاتا اٹھ کر چلا گیا۔
سب ٹھیک ہو جائے گا ملیحہ اللہ پر بھروسا
رکھو۔ سب اسباب ہے۔ تمہاری بھی۔"
وہ بہت دھیمے انداز میں اسے حوصلہ دے رہی
تھیں۔ تبھی دروازے پر کسی کی آواز گونجی تو وہ اس کے سر پر
ہاتھ پھیرتی خود بھی سنبھل کر بیٹھ گئیں۔
حشمت شاہ نے اجنبیت بھرے انداز میں
[illegible] بی بی جان کو دیکھا پھر ملیحہ پر نظر ڈالی۔
[illegible] ان کی آنکھوں میں
[illegible] ہے۔ آپ کیسی ہیں؟"
بی بی جان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ملیحہ نے
اس کا بازو تھام کر اٹھنا چاہا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے
روک دیا تھا۔
"یہ نہیں کہیں اب بھی وہ آتے ہیں۔ بھائی
کہاں ہیں۔"
"یہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ان
پچھلی زندگی کو بھلا دینے کی کوشش کریں۔ اب نئے سرے سے اپنی
زندگی شروع کریں۔ اس خون کو بھلا کر اور اس حویلی
میں ہمارے ساتھ رہ کر۔ ہم آپ کے بھائی بن سکتے ہیں۔ آپ کو
خواہ مخواہ اس کے جھنجھٹ میں پڑنے کی ذمہ داری اٹھانے کی
کوئی ضرورت نہیں۔"
وہ اٹھ کر بیزار انداز میں کہہ رہے تھے اور ملیحہ کا
حلق خشک ہوتا جا رہا تھا۔
"میں تمہارے حکم کے مطابق چلتی رہوں۔ یہ حویلی
اور اس کے قوانین اچھی طرح رٹ لوں اور اس کی اونچی
دیواروں کے پار کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے اس کے بارے
میں سوچنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے
کہ اس بار علی شاہ کی منت بھی کسی کام نہ آئے۔"
ان کا لہجہ بہت سرد تھا وہ اٹھ کر آنکھوں کی سرخی
مزید بڑھ گئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے پلٹ کر دروازے
سے نکل گئے۔
بی بی جان نے سینے میں دبی سانس خارج کرتے
ہوئے اس کی طرف دیکھا تو دل مسوس کر رہ گئیں۔
اسکی رنگت زرد پڑ گئی تھی اور آنکھوں کے کٹورے بھیگ
رہے تھے۔
انہوں نے اس کا دھیان بٹانے کے لئے جوس
کا پیالہ اس کی طرف بڑھایا۔
"یہ لے میری دھی پی لے۔"
"بی بی جان۔ یہ مجھ سے خفا کیوں ہیں؟"
اس کی آواز سے خوف مترشح تھا۔
"نہیں میری جان۔ وہ تم سے تمہارے بابا
سائیں تو تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اس ادا
طریقت کے ورثے ہیں۔"
بی بی جان نے دل میں اٹھتی [illegible] ہوئے
اس کا دھیان بٹانا چاہا۔ ملیحہ ان کا چہرہ اور بغور
دیکھ رہی تھی۔
"یہ نہیں کہیں اب بھی وہ آتے ہیں۔ بھائی

www.urdumovie.com

VirtualWing.com

...ہلی ان سے کہتے ہوئے "بی بی جان نے بیار سے ...

"کچھ نہیں بی بی جان میں ٹھیک ہوں۔" وہ گردن موڑ کر ...ہ کو دیکھنے لگا جو چمچے کی ڈنڈی کو گھور رہی تھی۔

"یہ کب جاگے۔ کچھ کھایا ہے اس نے؟"

زینب نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"اس نے دوا پی ہے۔ کچھ کھایا تو جا نہیں۔ میں اس کے لئے دلیہ بنا رہی ہے تو اب اس میں دودھ ڈال رہی ہے۔ کچھ کھانے سے۔" بی بی جان اسے تفصیل بتا رہی تھیں۔

"ایک دم سے سخت چیزیں نہ دیں کھانے کو۔ دلیہ اور حوس کے ساتھ دلیہ اور کھچڑی کھلائیں۔ آہستہ آہستہ نارمل کھانے کی سب چلے۔" وہ انہیں سمجھا رہا تھا۔ بی بی جان نے سر ہلایا پھر پوچھا۔

"اب یوں کرو کہ زینب کو گھر بھیج دو۔ یہ ضد کئے بیٹھی ہے۔" ان کی بات سن کر اس نے اب پیچھے اس کی پریشان کھڑی موجود تھی۔

کچھ ایسا ہی سامنا ساتھ ہی شہریار سے ہوا تھا۔ گاڑی ہاسپٹل کی پارکنگ میں روکتے ہوئے اس کے دھیان پیچھے بیٹھی زینب پر گیا تھا۔ اس کے اندر کی ہلچل اس کے چہرے پر واضح تھی۔

"میں نے کہا تھا نا بی بی جان میں ذرا سا ہو کے ساتھ چلی جاؤں۔"

اس نے اب دلیے کو چمچے میں بھرتے ہوئے بی بی جان سے کہا تھا۔ "بیٹا جی آپ کو یہ جان لے کر دوا لے کر جانے کو اس میں تو بھی ایسا کچھ نہیں خواص کے ساتھ جانے کا

[redacted]

...ہ کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

www.paksociety.com

ہوئے آنکھیں اسے دھکیلا تو وہ واقعی ڈر گئی۔

"کیا ہے میں نے کیا ہے آپیں تو آپ میں جانتی بھی نہیں ہے۔" وہ خائف سی ہوئی تو زینب نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"یہی بات پتا لے گا اسے کہ تم اسے بھال گئی ہو۔"

"میں تو سب کو بھول گئی ہوں۔" وہ کنفیوژ ہوئے بھی تو زینب نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ کھڑا کر لیا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بیٹا۔ بس تم سب بھلا دو۔ بھلا دینے سے محسوس کرو۔ محبت تو اندر سے اندر تک ہے۔ بہت جلد تم سب سے باآسانی ہو جاؤ گی۔" وہ بہت دیر اسے تسلی دیتی رہی تھی۔

"مگر یہ سب بہت عجیب ہے یا مجھے ہی عجیب لگتا ہے۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔ زینب نے دوستانہ انداز میں اس کا ہاتھ دبایا تھا۔

"یا عجیب لگتا ہے۔"

"سب کچھ۔" وہ الجھی۔ "ماما، بابا اور خوابگیر سے مجھے بہت خوف آتا ہے۔ میں ان سے زیادہ تو نہیں ملی ہوں گی آپ سے۔" اس نے خوفزدہ انداز میں کہتے ہوئے بےچینی محسوس کی تھی۔ زینب کا دل دکھ سے بھر گیا تھا مگر اس نے بات سنبھالی۔

"وہ تو ان کی بچی ہے نا۔ وہ نہ بھلائیں تب بھی ہے۔ ماؤں کے مرتبے اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ رکھے ہیں۔"

اس نے مسکرا کر اسے تسلی دی تھی۔ "ہر حال میں ماں ماں ہوتی ہے۔ علی بھی کبھی ہمیں نہیں بھولے گا۔ ہم بھی اس کے لیے دعائیں کرتے رہیں گے۔ آپی کی اور بھی بچے ہیں۔ ان کی بھی ذمہ داریاں ہیں۔ ان کے لیے بھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہم سب کو ہی اپنے اپنے حصے کا کام

AkrahiPhoto.com

UrduPhotos.com

سکون کی آواز زینب کی دھڑکنوں میں
ارتعاش پیدا کر گئی۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر
وہ پیچھے ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا۔
پھر زینب کے جھکے ہوئے چہرے کے بالکل
سامنے تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ اب تم نے مجھے اپنے دل میں
کوئی مقام نہیں دے رکھا ہے۔" وہ اسی پرسکون انداز
میں اب اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔
"میں بیٹھ سے اس پر یقین رکھتا ہوں کہ میاں بیوی
کے رشتے کی بنیاد اعتماد اور باہمی اعتبار ہوتا ہے۔ مگر میں یہ
بھی جانتا ہوں کہ چاہے میں کتنی صفائیاں بھی پیش
کروں تم مجھے بے گناہ ماننے پر کبھی راضی نہیں ہو گی۔
تمہیں بتانے کو بہت کچھ تھا میرے پاس مگر تم نے موقع
ہی نہیں دیا۔ خود کو قاتل ہی ثابت نہیں کیا کہ میں
کوئی آپ تم سے نبٹ کر سکتا۔ اور اب جبکہ تمہاری
نظروں میں میری کوئی حیثیت ہی نہیں تو میں تمہیں کسی
قسم کے اختلاف میں بھی نہیں ڈالوں گا کہ جس سے تمہیں
کوئی تکلیف پہنچے۔ مجھے صرف "وجود" نہیں سراپا
محبت چاہئے ہو۔ میں اب کبھی تم سے کچھ نہیں
مانگوں گا۔" آنکھوں پر ہاتھ رکھے زینب علی شاہ کا خود پر
سے اختیار اٹھتا محسوس کر رہا تھا۔

"میں اب انتظار کروں گا اس روز روشن کا جب میں
تمہارے دل کے تمام مشکل راستوں سے گزر کر
تمہارے دل تک بے اعتباری کے زنگ آلود تالے کو
توڑ کے اندر داخل ہو پاؤں گا۔ گزرتا
وقت شاید تمہارے دل کو موم کر دے۔ تمہیں
اپنے کئے پر شرمندہ کر دے۔ اور تب تم
مجھے معاف کر دو گی۔ تمہیں بھی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

UrduPhoto.com

...ہوں؟"

"...کر اور اور اگر بھی میرک سے زیادہ پڑھ لیتے تو آپ ہی جیسے ہوتے۔" عابد نے سادگی سے بولی تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"یکم مجھور تعلیم سے حاصل نہیں ہوتا سسٹر اگر ایسی بات ہوتی تو محض صرف تعلیم یافتہ لوگوں کی پیدائش ہوتی۔"

"بالکل زیادہ تعلیم بھی وہی بات سکھاتی ہے جو کم تعلیم سے سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ ایک ہے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں خدا کے نزدیک سب برابر ہیں۔"

زینب خود کو بولنے سے روک نہیں پائی تھی۔

"اور یہ سب جاننے کے باوجود کسی ایجوکیشنڈ پرسن کے ورد انیس ہوتے۔ جاگیردار بادشاہ ہے اور مزدور غلام گذشتہ زمانے کا دستور ایک ہی ہے۔ بس انسان ہی گروہوں میں بٹ گئے ہیں نسلی تفاوت اور امیری غریبی نے فرق ڈال دیا ہے۔ ذات برادری اور خاندان نے غلط روایتوں اور شرمناک رواجوں کو جنم دے دیا ہے۔ کون کہتا ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے؟ آج بھی بچیوں کو روایت کے نام پر زندہ دفنایا جا رہا ہے۔ ستی کیا جا رہا ہے۔ ان کی عصمت پر حملے جاری ہیں۔ عورتوں کی عزت نیلام کر دی جاتی ہے۔"

اس کا چہرہ شدت جذبات اور اندرونی ہوک سے سرخ ہو رہا تھا۔ عابد نے بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا تو وہ چونک کر ہوش میں آگیا۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ پھر سر اس کی طرف جھکا کر آہستہ سے بولا۔

[illegible]

تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ علی کو کیسے روکے؟

ایک طرف تو اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کی ابلتی لہو کی دھار کو روکنے کی کوشش کی دوسری طرف اس کی چیخ چلاہٹ سے دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ ایک طرف تو وہ شرمناک روایتوں کی جڑوں میں کی سے کٹھ کا تھا دوسری طرف انہی کو مٹانے کے لئے اپنا خون بہانے کی بات کر رہا تھا۔

سینہ کوبی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس نظریے سے یہ سب باتیں کہہ رہا ہے مگر پھر بھی وہ علی شدید جذباتیت سے متاثر ہونے لگی۔

"بھائی آپ کیوں ان سب معاملات میں پڑ رہے ہیں؟"

"مجبوری ہے بہن میں مت مرد ہوں خاموش رہا ہوں مگر اب مجھے بھی اس کھیل میں شامل کیا جانے لگا ہے۔ اب اس سسٹم پر ایک ضرب لگانی ہی چاہئے۔ کبھی نہ کبھی تو اس کی بنیادیں ہلیں گی۔"

وہ کہتے انداز میں کہہ رہا تھا اور زینب کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔

"آپ سب سے الگ ہیں علی بھائی بہت اچھے ہیں۔" عابد کے دل میں اس کے لئے محبت امڈ آئی تھی شدید ٹینشن میں بھی اسی کی فکر تھی۔

"اچھا بننے کے لئے سب سے الگ ہونا ضروری ہوتا ہے۔"

عابد چلی گئی تو کمرے میں [illegible]

اور اب وہ جانے کن الجھنوں میں گھرا ہوا تھا۔

کیسے سکون پاتے علی شاہ؟ اتنی معصوم لڑکی کی جاسوسی کرائی تھی تم نے۔ بہت کوشش کے باوجود بھی جب وہ خود پر ضبط نہیں کر پائی تو اٹھ کر اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"یہ میں وجہ پوچھ سکتی ہوں اس قدر ٹینشن کی؟"

اس نے آنکھیں نہیں کھولیں مگر اس کے پاؤں نے اضطراری انداز میں ہلنا ترک کر دیا۔ چند ثانیوں کے بعد وہ بے حد سکون سے بولا۔

"اب کوئی فائدہ نہیں زینب شاہ! اس انداز کی جب مجھے ضرورت تھی تب تم نے میرے وجود میں بے اعتباری و بد اعتمادی فاش ہر ادا مار دیا تھا۔"

اس قدر بے اعتنائی نے زینب کو منجمد کر دیا تھا۔

♣ — ♦ — ♣

"نور بی بی! چائے لے گی؟"

وہ شفیق انداز میں پوچھ رہا تھا۔ حلیمہ کے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی۔

"چھوٹے سائیں! کتنی بار کہا ہے مجھے بس کسی بلی آتی ہے۔" نور بی بی نے آئی تھی روز روز کی فرمائش سے۔

"تو پھر اس گھر میں ایسا اللہ کا کون سا بندہ ہے جسے چائے بلی آتی ہے؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔ نور بی بی نے فوراً انکشاف کیا۔

"زینب بی بی بہت اچھی چائے بناتی ہیں۔"

"تو نور بی بی! وہ بلائیں گی اس چائے کے لیے تو اس کی فرمائش کرنے کے لیے تو ہے نا۔ تم کون ہوتی ہو اس معاملے میں مداخلت کرنے والی۔"

وہ ناراض ہو گیا تھا۔ حلیمہ نے سر جھکا کر

Urdu Novels.com

پہلے کر دیا تھا۔ اس نے کہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہنے کے لیے لب کشا ہوتی۔

بلی کی۔ تو وہ سکون کی بات کرتا ہے۔ سکون اس کی سائیڈ ٹیبل کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے بہت اچھا لگا۔"

مسلے ہوئے کاغذ کو سیدھا کر کے قریب سے اسے دیکھتا وہ اپنی آنکھوں میں چمکتی پا کر اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"یہ جان کر کہ تمہیں کسی کے بارے میں غلط فہمی تھی۔"

"کیا غلط فہمی تھی؟"

اسے اپنے دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دی تھیں۔

وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ایک بار میری طرف دیکھ کر کہہ دو۔ میں جہاں تک آن پہنچا ہوں وہیں سے لوٹ جانے کا وعدہ رہا۔"

وہ بے حد اٹل انداز میں کہہ رہا تھا۔ لہجے میں بلا کا اعتبار تھا کہ وہ ایسا نہیں کہہ پائے گی۔

"میں نے اندھی چال چلی ہے۔ اب تمہارے ہاتھ میں ہے شہ کر کے بازی پلٹ دو یا مجھے مات دے دو۔"

وہ بہت پرسکون لہجے میں کہہ رہا تھا اس نے اضطراب سے ہاتھوں کو مسلا۔

"خدایا!"

"خدا بھی تو یہی چاہتا ہے مگر میں خوش فہمی میں مارا جانا نہیں چاہتا۔ مت بے اعتبار کرو۔ مجھے اس محبت کا یقین کرنا ہوگا۔"

وہ بظاہر بہت سنجیدہ تھا لیکن اگر غور سے دیکھا جاتا تو اس کے ہونٹوں کی شرارتی مسکراہٹ اور آنکھوں میں چھپی شوخیاں کو جان لیتے۔

"کیا کہوں؟" وہ بے بسی سے بولی۔ "تم کہاں ہو کر کہاں تک پہنچ گئے ہو۔ میں اپنا فیصلہ کیسے سنا دوں۔"

"تو پھر کرو انتظار۔"

UrduPhoto.com

ارمان نے کہا تھا۔ اب تم مجھ سے
UrduPhoto.com

UrduPhoto.com

سسکیاں بھرنے لگی تھی۔ سلمان کو اب وہ یہاں
ہرگز اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ اسے اس کی
شکل سے بھی نفرت ہو رہی تھی۔ وہ اس کے
سامنے سے ہٹ جانا چاہتا تھا۔ وہ نگاہوں کے سامنے نہ رہتا
تو۔

سلمان نے اسے کھینچ کر بانہوں میں بھر لیا
تھا۔ وہ مچلی تو اس نے بڑی بے دردی سے اس کے
ہونٹ چوس لیے تھے۔

"اگر تم نے زیادہ ہوشیاری سے کام لیا تو
تمہارے بھائی کو بھی ٹھکانے لگا دوں گا۔" وہ کھلکھلا کر
ہنسا تھا۔ "اور تمہیں بھی۔"

"خبردار جو تم نے میرے بھائی کو کچھ کہا۔"
وہ چیخ پڑی تھی۔

"آج تک کسی نے بھائی کے دھمکانے سے ڈر کر
کام نہیں کیا۔ وہ شوخی سے باز نہیں آرہی تھی۔

سلمان کے دل میں بے ساختہ خواہش
ابھری تھی۔

اس کی بات پر اسے وحشت ہونے لگی تھی وہ
سلمان کے ساتھ میں شدید سردی سے بے تحاشا باہر
نکل آئی۔

سلمان اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا تھا۔ اس کی
ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اسے روکے۔ اسے خبر تھی کہ اگر
اس کی زبان کو یہیں نہ روکا گیا تو وہ پورے
قریہ کو بتا دے گی۔ سلمان کی جان کا خطرہ اس وقت
تھا۔ وہ اسی سوچ میں غلطاں ہو رہا تھا۔ آنسو
بہاتی ہوئی وہ بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی یہ حالت
کسی کو بھی حیران کر سکتی تھی۔

"تم سے تو ہم علی شاہ کو نہیں کسی بات کا
ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔ سلمان کہہ رہا تھا۔ تم
جانتے ہو کہ یہ کسی کے ساتھ بے تحاشا
[illegible]

وہ کہہ رہی تھی۔ علی شاہ اب بھی آپ سے
ملنے کی کوشش کرے۔

"علی شاہ نے اپنے ساتھیوں سے اس کے بارے
بتانے لگی۔

"پہلی مت نہیں ہے۔ اس کی آواز بھرائی ہوئی
تھی۔ اور بے بسی سے بھی۔ علی شاہ کی تو ہم نے
بارہا قتل کی ہے۔ اس کی ہر بار جان بچ جاتی ہے۔
اس کی قسمت اچھی ہے۔

"یاد ہے ایک بار ہم نے اس کے
اور اس کے بھائی کے ساتھ مل کر
کی تھی۔ اس کے بھائی کو ہم نے
کی تھی۔ اس کے بھائی کو ہم نے
کی تھی۔ اس کے بھائی کو ہم نے

UrduPhotocopy

اس کے بعد خاموشی اور پھر ہلکے سے اڑ گئی۔
پھر کافی دیر تک وہ اپنی سماعت پر شبہ رہا وہ
خاموشی سے شرمندگی میں ڈھل گئی تھی۔
"کیا کہا آپ نے؟" وہ بے یقینی کے سمندر میں
غرق تھی۔
"شہزاری مرتضیٰ خاص سے حد درجہ میرے
پاس ہیں تھیں۔ ماضی میں بھی اور حال میں بھی
اور مستقبل میں بھی اب کچھ سے قائل ہو گئے ہیں۔"
وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کہے۔ ہلکے سی خوشی
سے ہاتھ دوم میں کھل گئے اور سب ہار گئے تب بھی
وہ اس طرح مجھ لی جیتی تھی۔
"میں تو خوش ہونا چاہتے کہ تمہارا شوہر بھی
اب بابا جانی کی گڈی سمجھنے کے قائل ہو گیا ہے۔
وہ ہنسی تھی اس میں دوسرا ہو گئی ہے۔" اس کا لہجہ کھو
اور اب آنسو بہنے لگے تھے۔
بابا کی خوشدلی سے کہتا اس کے سامنے لیٹر پیڈ
ہوا کہ وہ کوئی اتنا ہی تھی۔
"اسے یوں لگ رہا تھا ہر گزرتا لمحہ اسے علی شاہ سے
دور لے جا رہا ہے۔ یہ لیاں انتہا دور تھی اور شدید تھا۔
اس نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر علی شاہ کا ہاتھ تھام کر
اپنے لبوں سے لگا لیا۔ علی شاہ کی آنکھوں میں
حیرت ہی حیرت تھی۔ اس کا ہاتھ اسی
ہاتھ تھامے علی شاہ نے پوچھ کر اسے دیکھا تھا۔
"کیا آپ رو رہی تھی اسے مار دیں گے آپ کو؟"
اس کا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔ علی شاہ نے اسے گھورا۔
"میں نے تو مار کھانے کا کہا ہے مارنے
والیں۔"
"آپ کو اس بات سے کیا۔" اس کے آنسو بہہ
نکلے۔ "آپ نے تو ہمیشہ اس بات سے انکار کیا ہے
اور ہر بار آپ کو غلط ثابت کیا ہے۔ یہ
بات آپ کو کیوں سمجھ نہیں آتی۔ آپ کو
اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ آپ
نے ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ کھڑا دیکھا ہے
اب بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑی ہوں۔"
وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ علی شاہ نے

redurl.moto.com

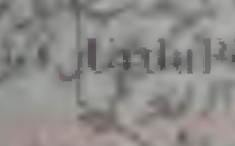

UrduPhoto.com

UrduChannel.com

UrduPhoto.com

UrduPhoto.com

UrduPhoto.com

UrduPhoto.com

UrduPhoto.com